

سوال: کیا اللہ کے سوا کسی کو پکارنا شرک ہے؟

جواب: اللہ کے سوا کسی کو الہ سمجھ کر پکارنا شرک ہے، اسی طرح کسی کے لیے بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرح ذاتی، لامحدود صفات کا اعتقاد رکھ کر پکارنا ضرور شرک ہے یعنی پکارنے والا جسے پکار رہا ہے اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ اسے سننے اور مدد کرنے کی ذاتی، لامحدود طاقت حاصل ہے اور وہ سننے اور نفع پہنچانے میں اللہ تعالیٰ کے اذن کا محتاج نہیں (معاذ اللہ) اس عقیدے کے ساتھ پکارنا ضرور شرک ہے چاہے جسے پکار رہا ہے وہ زندہ ہو یا قبر میں ہو، قریب ہو یا چاہے دور ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کا محبوب نبی یا ولی سمجھ کر پکار رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا و اذن سے اس کے لیے سننے اور نفع پہنچانے کی طاقت مانتا ہے وہ مزار میں ہو یا پکارنے والے سے دور ہو شرک نہیں۔

ہم سب جانتے ہیں ایک عام مسلمان بھی اس بات کو سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الہ نہیں اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی میں اللہ تعالیٰ کی طرح صفات ہو سکتی ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کی عطا اور اذن سے انبیاء و اولیاء کے لیے اختیارات و تصرفات کے قائل ہیں، اللہ تعالیٰ کی عطا اور اذن کے بغیر نہیں۔

سوال: کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ جب پریشانی آئے تو مجھے وسیلے بنا کر پکارا کرو؟

جواب: جی ہاں، ثبوت کے لیے صحیح حدیث بمعرب متن و ترجمہ ملاحظہ کریں:

عَنْ عُمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِبَ الْبَصَرَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَنِي، قَالَ: «إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ لَكَ وَإِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ ذَاكَ فَهُوَ خَيْرٌ»، فَقَالَ: ادْعُهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوئَهُ

فِيصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ فَتَقْضِ لِي اللَّهُمَّ شَفْعُهُ فِيَّ.

(۱) "مسند الإمام أحمد بن حنبل"، مسند الشاميين، باب حديث عثمان بن حنيف، ۱۰۷/۶، برقم: ۱۷۲۴۱، واللفظ له (۲) "سنن الترمذي"، كتاب الدعوات، باب في دعاء الضيف، ۳۳۶/۵، برقم: ۹۳۵۷، (۳) "سنن ابن ماجه"، كتاب الصلاة، باب ما جاء في صلاة الحاجة، ۷۱۵/۲، برقم: ۱۳۸۵، (۴) "السنن الكبرى" للنسائي، كتاب عمل اليوم والليلة، باب ذكر حديث عثمان بن حنيف، ۶/۱۶۹، برقم: ۱۰۴۹۶/۳، (۵) "المستدرک" للحاكم، كتاب صلاة التطوع، باب دعاء رد البصر، ۶۲۱/۱، برقم: ۱۲۲۱، (۶) "دلائل النبوة" للبيهقي، باب ما في تعليمه الضير ما كان فيه شفائه، ۱۶۸/۶، (۷) "صحيح ابن خزيمة"، كتاب جماع أبواب التطوع، باب صلاة الترغيب والترهيب، ۲۲۵/۲، برقم: ۱۲۱۹، (۸) "المعجم الكبير" للطبراني، من اسمه عثمان، ۷۶۵- عثمان بن حنيف الأنصاري من إخباره، ۳۰/۹، برقم ۸۳۱۱.

ترجمہ حدیث: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میری آنکھوں کو ٹھیک کر دے، آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے (ابھی) دعا کروں اور اگر چاہو تو اسے مؤخر کروں اور یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا، اس شخص نے کہا: آپ اللہ سے دعا کیجئے، حضرت عثمان کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ حکم دیا کہ وہ اچھی طرح وضو کرے، دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی، نبی رحمت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ) سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اپنی اس حاجت کے پورا ہونے کے لیے اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلے سے متوجہ

ہوا ہوں، اے اللہ حضور کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔

امام حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے، امام طبرانی کہتے ہیں: الحدیث صحیح یعنی یہ حدیث صحیح ہے، امام بیہقی ”دلائل النبوة“ میں کہتے ہیں: اس حدیث کو ہم نے کتاب الدعوات میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے، امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، امام ابن المجد کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے، قاضی شوکانی حصین کی شرح میں کہتے ہیں: امام طبرانی نے اس حدیث کی تمام اسانید بیان کرنے کے بعد کہا: یہ حدیث صحیح ہے، امام ابن خزیمہ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

اس حدیث کے آٹھ حوالے پیش کیے گئے، اور اس حدیث کی سند کے بارے میں جو ائمہ حدیث نے حکم بیان کیا ہے اُسے آپ دیکھ چکے کہ یہ حدیث مذکورہ بالا تمام اماموں کے نزدیک صحیح ہے، اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے وسیلے سے نہ صرف دعا کرنے کا ثبوت ہے بلکہ اس بات کا بھی واضح ثبوت موجود ہے کہ پریشانی اور حاجت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر نداء کی جائے، اس حدیث کو پڑھ کر ان لوگوں کو اپنی غلطی تسلیم کر کے توبہ بھی کر لینی چاہیے جو ہمارے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ سمجھ کر پکارنے کو شرک کہتے ہیں، اللہ ہدایت نصیب کرے۔

سوال: کیا کسی صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہری حیات مبارکہ میں دور سے ندا کی ہے؟

جواب: امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

”صحیح البخاری“، کتاب الآذان، باب التشهد في الآخرة، برقم: (۷۸۸).

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرتے تو (قعدہ میں) کہتے کہ حضرت جبریل پر سلام ہو، حضرت میکائیل پر سلام ہو، فلاں پر سلام ہو، فلاں پر سلام ہو، نماز سے فراغت کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے، اور ارشاد فرمایا: بے شک اللہ ہی سلام ہے، جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اس طرح کہے: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ جب تم اس طرح کہہ لو گے تو تمہارا سلام زمین و آسمان میں موجود اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گا۔ (پھر فرمایا مزید اس طرح کہو): أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

اس حدیث سے واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود بنفس نفیس اپنی جناب میں سلام کے لیے نداء کرنے کی تعلیم ارشاد فرمائی ہے، ہر صحابی بلکہ آج تک ہر مسلمان اپنی نماز میں جب التحیات پڑھتا ہے وہ اپنی قویٰ فعلی عبادتیں صرف اللہ کے لیے تسلیم کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرنے کے لیے نداء کرتے ہوئے کہتا ہے: السلام عليك أيها النبي یعنی اے نبی آپ پر سلام ہو، التحیات کے الفاظ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نداء کرنے کی قویٰ دلیل ہیں کہ عین نماز میں چاہے ہم دنیا میں جہاں کہیں ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کے لیے نداء کرتے ہیں، اسی طرح دنیا میں جہاں کہیں ہوں الصلاة والسلام عليك يا رسول اللہ پڑھ سکتے ہیں کہ دونوں میں ایک ہی لفظ عليك ہے، بخاری شریف کی اس حدیث سے ان لوگوں کی غلطی بھی واضح ہوگئی جو یہ کہتے ہیں:

”التحيات میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ کے نیک بندوں کو سلام کی نیت نہیں کریں گے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو السلام عليك أيها النبي فرمایا تھا اس لیے صرف سلام کے الفاظ بطور حکایت زبان سے دہرائیں گے۔“

ان کا یہ کہنا سراسر غلط ہے، بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام مقرب فرشتوں کا نام لے کر انہیں سلام پہنچانے کے لیے سلام کرتے تھے، محض واقعہ معراج کے الفاظ کو دہرانا ان کا مقصود نہ تھا اور نہ ہی کسی حدیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ التحیات میں واقعہ معراج کی حکایت کی نیت کیا کرو، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ جبرائیل و میکائیل کو سلام نہ کیا کرو بلکہ انہیں الگ

الگ نام لینے کی زحمت سے بچا کر جامع کلمات ”السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ“ سکھادیے اور انہیں فرمادیا: ”جب تم اس طرح کہہ لو گے تو تمہارا سلام زمین و آسمان میں موجود اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گا“ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ہم التحیات میں سلام پہنچانے کی نیت سے سلام کریں گے اور ہمارا یہ سلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ زمین و آسمان کے ہر نیک بندے کو پہنچا دے گا۔

سوال: کیا کسی صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے وصال فرمانے کے بعد یا نبی اللہ کہہ کر پکارا ہے؟

جواب: جی ہاں، ”بخاری شریف“ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَىٰ فَرَسِهِ مِنْ مَسْكِنِهِ بِالْمَسْجِدِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَتَيَمَّمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجِّي بِبُرْدٍ حَبْرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ يَا أَبَايَ أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا.

”صحیح البخاری“، کتاب الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت إذا أدرج في أكفانه، رقم الحديث: (۱۱۲۵).

ترجمہ حدیث: (جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سنی) تو آپ اپنے گھر سے جو ”سُخ“ نامی محلے میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے یہاں تک کہ آپ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور

لوگوں سے بات چیت نہیں کی اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ حمرہ چادر میں ڈھکا ہوا تھا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرے سے چادر کو ہٹایا اور اپنے آپ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گر ادیا، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چوما اور روتے ہوئے فرمایا: یا نبی اللہ میرے والد آپ پر فدا ہوں، اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا (بلکہ آپ کو بھی آن واحد کے لیے ایک ہی موت آتی تھی) اور جو اللہ نے آپ کے لیے لکھی تھی وہ وعدہ پورا ہو چکا۔

”بخاری شریف“ کی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد وصال یا نبی اللہ کہہ کر نداء کی۔

سوال: کیا کسی صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے روضہ اقدس پر آکر یا رسول اللہ کہہ کر پکارا ہے؟

جواب: جی ہاں امام بخاری و مسلم کے استاذ امام ابو بکر ابن ابی شیبہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ بْنُ قَتَادَةَ، وَأَبُو بَكْرِ الْفَارِسِيُّ قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو عَمْرِو بْنُ مَطَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ الْذُهَلِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ؛ فَجَاءَ رَجُلٌ [وَهُوَ بَلَالُ بْنُ الْحَارِثِ أَحَدُ مِنَ الصَّحَابَةِ كَمَا قَالَ ابْنُ حَجَرٍ فِي الْفَتْحِ ٥٦٨/٢] إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، اسْتَسْقِ اللَّهَ لِأُمَّتِكَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا؛ فَاتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ؛ فَقَالَ: أَنْتَ عُمَرُ فَأَقْرِئِهِ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْقَوُونَ، وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكِيسَ الْكِيسَ، فَاتَى الرَّجُلُ عُمَرَ، فَأَخْبَرَهُ، فَبَكَى عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا أَلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ.

”مصنف ابن أبي شيبة“، ٧٠، ص ٤٨٢ [مكتبة الرشد الرياض] ”دلائل النبوة“ للبيهقي، جماع أبواب من رأى في منامه شيئاً، باب ما جاء في رؤية النبي ﷺ في المنام، ٧٠، ص ٤٧ [دار الكتب العلمية بيروت].

ترجمہ حدیث: مالک الدار راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے زمانے میں قحط پڑا، ایک شخص (بلال بن حارث صحابی) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر یوں عرض کی: یا رسول اللہ، اسْتَسْقِ اللَّهَ لِأُمَّتِكَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا یعنی یا رسول اللہ! اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمائیں وہ ہلاک ہو رہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اس شخص سے فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور بشارت دو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہہ دو کہ نرمی اختیار کرے اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر روئے، پھر کہا: اے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔

(ترجمہ ماخوذ از سیرت رسول عربی، مصنفہ علامہ نور بخش توکلی رحمہ اللہ تعالیٰ)۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ”فتح الباری“، ج ۲، ص ۵۶۸ [طبعة دار الحديث قاهرہ] میں اور حافظ ابن کثیر نے ”البدایة والنهاية“، ج ۷، ص ۱۱۱ [طبعة دار المعارف بيروت] میں اس حدیث کو روایت کر کے سنداً صحیح قرار دیا

ہے، ان دونوں حفاظ حدیث کی تصحیح کے بعد کسی تردد اور کسی کے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی، اگر کوئی کوئی یہ کہے کہ اس حدیث میں صحابی کا نام تو ذکر نہیں کیا گیا ہے، حدیث میں صرف کسی شخص کا ذکر ہے ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ صحابی تھے؟ اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ”فتح الباری“ میں اسی حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے جو سیف سے ”فتوح“ میں مروی ہے کہ مذکورہ شخص صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جیسا کہ اس کا حوالہ اوپر گذر چکا، اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ وہ بلال بن حارث نہ تھے پھر بھی ہمیں ضرر نہیں؛ کیونکہ ہماری دلیل کا دار و مدار اس پر نہیں کہ یہ صحابی تھے یا نہیں، اور ان کا مزار اقدس پر آنا اور نداء کرنا اور انہیں خواب میں بشارت ملنا ہماری دلیل کی بنیاد نہیں ہے، اصل دلیل تو یہ ہے کہ حضرت عمر اور دیگر تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے حضرت بلال بن حارث کے عمل پر انکار نہ کیا اور اسے برقرار رکھا، اگر بعد وصال نداء کرنا، پریشانی کے حل کے لیے مزار اقدس پر درخواست دعا کر کے مدد چاہنا اگر شرک ہوتا تو حضرت عمر اور دیگر تمام صحابہ کیا خاموش رہتے؟! فوراً کہہ اٹھتے کہ تم شرک کر کے مرتد ہو گئے ابھی تو بہ کرو ورنہ جو سزا مرتد کو دی جاتی ہے وہی سزائے قتل تمہیں دی جائے گی، اسی طرح اگر یہ عمل شرک یا ناجائز ہوتا تو امام بخاری اور امام مسلم کے استاذ امام ابو بکر ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی کیا اسے اپنی حدیث کی کتابوں میں لکھتے اور حیرت ہے کہ ابن حجر اور ابن کثیر جیسے حافظ الحدیث اور سند کو پرکھنے کے امام بھی اس حدیث کو صحیح قرار دے چکے، پھر بھی نداء یا رسول اللہ کو شرک کہنا کتنا عجیب ہے؟!

تلخیص از ”التأمل في حقيقة التوسل“ للشيخ عيسى الحميري

سوال: کیا کوئی بیابان میں اکیلا ہو، پریشانی کے عالم میں کسی کو مدد کے لیے پکار سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں، تمام انسانیت کو تو حید سکھانے والے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو تعلیم دی ہے اسے ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بَارِضٌ لَيْسَ بِهَا أُنَيْسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللَّهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللَّهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا نَزَاهُمْ»، وَقَدْ جَرَّبَ ذَلِكَ.

”المعجم الكبير“ للطبراني، ج ۱۲، ص ۴۴، رقم الحديث: ۱۳۷۳۷.

ترجمہ حدیث: حضرت عتبہ بن غزوہ ان روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا راستہ بھول جائے اور اُسے مدد درکار ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی مونس و ہمد نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ اس طرح کہے: ”یا عِبَادَ اللَّهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللَّهِ أَغِيثُونِي“ یعنی اے اللہ کے بندوں میری مدد کرو، اے اللہ کے بندوں میری مدد کرو، بے شک کچھ اللہ کے بندے ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھتے، یہ دعا مجرب ہے۔

امام طبرانی اور امام ابویعلیٰ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَائِلَةَ الْأَصْبَهَانِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِيقٍ،

حَدَّثَنَا مَعْرُوفُ بْنُ حَسَّانَ السَّمَرَقَنْدِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ فَلْيَنَادِ: يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا عَلَيَّ، يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا عَلَيَّ، فَإِنَّ لِلَّهِ فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا سَيَحْبِسُهُ عَلَيْكُمْ».

رواه أبو يعلى في مسنده: ۱۷۷/۹، رقم: ۵۲۶۹، والطبراني في المعجم الكبير: ۲۱۷/۱۰، رقم: ۱۰۵۱۸. وقال الهيثمي في مجمع الزوائد ۱۰/۱۳۲: رواه أبو يعلى والطبراني وزاد - "سيحسه عليكم" وفيه معروف بن حسان وهو ضعيف. وله شواهد عن عتبة بن غزوان رضي الله عنه عن نبي الله صلى الله عليه وسلم قال: «إِذَا ضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أُنَيْسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللَّهِ ائْتُونِي، يَا عِبَادَ اللَّهِ ائْتُونِي، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا نَزَاهُمْ» وقد جَرَّبَ ذلك. رواه الطبراني في الكبير ۱۷/۱۱۷، رقم ۲۹۰ وقال الحافظ الهيثمي (۱۰/۱۳۲): ورجاله وثقوا على ضعف في بعضهم إلا يزيد بن علي لم يدرك عتبة. بهذا الشاهد يرتقي الحديث إلى الحسن لغيره. [والتخريج من الشيخ عيسى بن عبد الله بن مانع الحميري من تالفه "التأمل في حقيقة التوسل" كتاب رائع في هذا الموضوع، أورد فيه أدلة من القرآن والسنة مع تخاريج الأحاديث وتحقيقها من المصادر الأصلية والمطابع، له فيه ردود جميلة، محققة على المانعين الضالين، من يريد التفصيل فليراجع إليه، جزاه الله خيرا عن الإسلام والمسلمين].

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنگل بیابان میں جانور چھوٹ جائے تو اس طرح نداء کرے: اے اللہ کے بندو! روک دو، اے اللہ کے بندو! روک دو، زمین میں کچھ بندے (اس کام کے لیے) حاضر رہتے ہیں، وہ اس جانور کو روک دیں گے۔

امام بخاری و مسلم کے استاذ امام ابوبکر ابن ابی شیبہ اور امام بزار اسی حدیث کو ایک

اور سند سے روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا نَفَرَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ أَوْ بَعِيرُهُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ لَا يَرَى بِهَا أَحَدًا فَلْيَقُلْ: ائْتُونِي عِبَادَ اللَّهِ، فَإِنَّهُ سَيَعَانُ».

"مصنف ابن أبي شيبة"، (ج ۷، ص ۱۳۲) ما يقول الرجل إذا ندت به دابته أو بعيره في سفر.

ان تین احادیث سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کے نیک و صالح بندہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کرنے پر مقرر سمجھ کر مدد مانگنا نہ صرف جائز ہے بلکہ اس کی تعلیم ہمیں ہمارے نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے، ان تین احادیث کو نقل کر کے امام اہلسنت فرماتے ہیں:

یہ حدیثیں کہ تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت فرمائیں قدیم (زمانہ) سے علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مقبول و معمول و مجرب ہیں۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اگر اللہ کے سوا کسی کو اللہ کی رحمتوں کا محتاج سمجھ کر اور اللہ تعالیٰ ہی کے اذن سے مددگار سمجھ کر مدد مانگنا شرک یا ناجائز ہوتا تو کیا اس حدیث کو صحابہ روایت کرتے اور امام بخاری و مسلم کے استاذ امام ابوبکر ابن ابی شیبہ، اور امام ابویعلیٰ، امام طبرانی، امام بزار رحمہم اللہ ان احادیث کو روایت کرتے؟! معلوم ہوا کہ جو آج ہم مسلمانوں میں یہ رجحان دیکھتے ہیں کہ وہ مشکلات میں مزارات پر حاضر ہوتے ہیں، اللہ کے اولیاء کو باذن الہی مددگار مانتے ہیں یہ انہیں کسی اور نے نہیں سکھایا بلکہ یہ سب صحابہ و تابعین اور محدثین امت کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

سوال: پریشانی کے حل کے لیے کیا کسی صحابی نے یہ سکھایا ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ شریف پر حاضر ہوں؟

جواب: جی ہاں، امام دارمی رحمہ اللہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ النُّكْرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَزَاءِ أَوْسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا، فَشَكُّوا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَاجْعَلُوا مِنْهُ كَوَى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ. قَالَ: فَفَعَلُوا فَمَطَرْنَا مَطَرًا، حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ، حَتَّى تَفْتَقَتْ مِنْ الشَّحْمِ فُسْمِي عَامَ الْفَتْقِ.

”سنن الدارمی“، باب ما أكرم الله تعالى نبيه ﷺ بعد موته، ج ۱، ص ۵۶ [قدیمی کتب خانہ کراچی]

ترجمہ حدیث: ایک سال مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فریاد کی: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر اس میں ایک روشن دان آسمان کی طرف کھول دو تاکہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے، انہوں نے ایسا ہی کیا خوب بارش ہوئی اور گھاس اُگی وراونٹ ایسے فربہ ہو گئے کہ چربی سے پھٹنے لگے، اس سال کو عام الفتق کہتے تھے۔

(ترجمہ از سیرت رسول عربی علامہ نور بخش توکلی رحمہ اللہ)۔

سوال: کیا کوئی صحابی رسول اپنا غم ہلکا کرنے کے لیے روضہ شریف پر حاضر

ہوئے ہیں؟

جواب: امام احمد بن حنبل اور امام حاکم اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: أَقْبَلَ مَرَوَانُ يَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ، فَقَالَ: أَتَدْرِي مَا تَصْنَعُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ أَبُو أَيُّوبَ، فَقَالَ: نَعَمْ، جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا تَبْكُوا عَلَى الدِّينِ إِذَا وَلِيَهُ أَهْلُهُ وَلَكِنْ ابْكُوا عَلَيْهِ إِذَا وَلِيَهُ غَيْرُ أَهْلِهِ)).

”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي أيوب الأنصاري، رقم الحديث: (۲۳۶۴۶)، ج ۹، ص ۸۴۹/۱ [مطبوعه دار الفكر بيروت] والمستدرک للإمام الحاکم، برقم (۸۷۴۹)، کتاب الفتن والملاحم، ج ۵، ص ۴۱۸، (دار الفكر بيروت)، وافقه الذهبي في التلخيص بقوله: صحيح.

امام احمد و حاکم، داؤد بن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن مروان نے ایک شخص کو دیکھا کہ قبر پر پریشانی رکھے ہوئے ہے، اس پر مروان نے اس شخص سے کہا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ تو کیا کر رہا ہے؟ اس شخص نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو مروان چونک پڑا؛ کہ وہ کوئی عام شخص نہیں بلکہ جلیل القدر صحابی ابویوب انصاری تھے، آپ نے اس سے فرمایا کہ ہاں! مجھے معلوم ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا ہوں، پتھر کے پاس نہیں آیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب دین کے اہل، دین کے والی بنیں تو دین پر مت رونا، لیکن اس وقت اس پر رونا جب غیر اہل، دین کے والی بنیں۔ (ترجمہ از سیرت رسول عربی)

اپنے گناہوں کی معافی کے لیے روضہ شریف پر آنا

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَعْرَابِيٌّ بَعْدَ مَا دَفَنَّا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَرَمَى بِنَفْسِهِ عَلَى قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَثَا عَلَى رَأْسِهِ مِنْ تُرَابِهِ، فَقَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَمِعْنَا قَوْلَكَ، وَوَعَيْتَ عَنِ اللَّهِ فَوَعَيْنَا عَنْكَ، وَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾ الْآيَةَ، وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَجِئْتُكَ تَسْتَغْفِرُ لِي فَنُودِيَ مِنَ الْقَبْرِ أَنَّهُ قَدْ غَفَرَ لَكَ.

”الجامع لأحكام القرآن“، لقرطبي ۲۶۶/۵، تحت الآية ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے تین دن بعد ہمارے پاس ایک اعرابی آیا، اُس نے اپنے آپ کو قبر انور پر گرا دیا، اپنے سر پر قبر انور کی مٹی ڈالنے لگا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! ہم نے آپ کا فرمان سنا، جسے آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یاد کیا اور ہم نے آپ سے سن کر یاد کیا اور جو کلام اللہ تعالیٰ نے اُتارا تھا اس میں یہ آیت بھی ہے: (ترجمہ) ﴿اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں﴾، میں اپنے جان پر ظلم کر چکا ہوں، آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میرے لیے (اللہ تعالیٰ سے) استغفار کریں، قبر انور سے نداء آئی کہ تمہاری مغفرت کر دی گئی۔ امام بیہقی نے شعب الایمان رقم الحدیث (۴۰۱۹) میں اسی کی مثل تھی سے روایت کی ہے۔

صحابہ کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا غوث کہہ کر پکارنا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ان کے عامل ابو موسیٰ اشعری نے صحابی رسول نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کوڑے مارے تو انہوں نے اس طرح بارگاہ رسالت میں آکر شکایت کی:

فَيَا قَبْرَ النَّبِيِّ وَصَاحِبِيهِ أَلَا يَا غَوْثَنَا لَوْ تَسْمَعُونَا

(”الاستيعاب لمعرفة الأصحاب“ لابن عبد البر (۱۵۱۸/۴).

ترجمہ اشعار: اے قبر میں آرام کرنے والے نبی اور اسکے ساتھیو! اے ہمارے غوث (اے ہمارے فریادرس و مددگار) اگر آپ ہماری سن لیں۔

اسی کی مثل امام بیہقی شعب الایمان میں اس طرح روایت کرتے ہیں:

ابو اسحاق قرشی سے مروی ہے کہ ہمارے یہاں ایک شخص ہوتے تھے جب وہ کسی برائی کو دیکھتے اور اسے تبدیل نہ کر پاتے تو روضہ انور پر آتے اور اس طرح کہتے:

فَيَا قَبْرَ النَّبِيِّ وَصَاحِبِيهِ أَلَا يَا غَوْثَنَا لَوْ تَعْلَمُونَا

”شعب الإيمان“، (۲۰۱/۹)، رقم الحدیث: (۴۰۱۸).

نابغہ جعدی طویل عمر پانے والے شاعر صحابی تھے، زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے پائے، ابن زبیر کے زمانے میں اصحابان میں وفات پائی، زمانہ جاہلیت میں بھی شراب اور بت پرستی سے دور رہنے والوں میں تھے، دین ابراہیم کا ذکر آپ کے اشعار میں پایا جاتا ہے، زمانہ جاہلیت میں آپ کے ایک قصیدے کا پہلا شعر یہ تھا:

الحمد لله لا شريك له من لم يقلها فنفسه ظلما

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کا کوئی شریک نہیں جو اس طرح نہ کہے وہ ظالم ہے

(”الاستيعاب لمعرفة الأصحاب“).